عمامہ کی فضیلت

قرآن وحدیث کی روشنی میں

محمد افروز نواز (گوکاک)

متعلم جماعت ششم

دار العلوم سبیل الرشاد بنگلور

باسمہ تعالیٰ شانہ

اظہار مسرت

بے پردہ کل جو نظر آئیں چند بیبیاں　　اکبر زمیں میں غیرتِ قومی سے گڑ گیا
پوچھا جو ان سے آپ کا پردہ وہ کیا ہوا　　کہنے لگیں کہ عقل پر مردوں کی پڑ گیا

طنز و مزاح کے مشہور شاعر اکبر الہ بادی نے جو بات اپنے دور میں عورتوں کے پردہ کے بارے میں کہی تھی، آج کل وہی صورتحال مردوں کے عمامے کے بارے میں پائی جاتی ہے، اور عمل سے دوری تو ہے ہی، باقاعدہ مخالفت بھی ہونے لگی ہے۔

مجھے خوشی ہے کہ عزیزم حافظ محمد افروز نواز (گوکاک) نے عمامے کے مخالفین کی عقل پر پڑے پردے کو دور کرنے کے لئے اپنی کمپوزنگ مشق کے دوران **'عمامہ کی فضیلت'** کا عنوان لیا۔ خوب محنت کی، مکتبہ شاملہ سے متعلقہ موضوع پر احادیث کو تلاش کر کے نکالا اور اپنے موضوع پر دس سے زائد احادیث سے دلیل حاصل کرتے ہوئے سیر حاصل کلام پیش کرنے کی طالبعلمانہ کوشش کی۔ اللہ قبول فرما کر ترقیات سے نوازے۔

عزیزم نے مقالے کی اصلاح کے لئے حضرت الاستاذ شمشیرِ شریعت، مناظر اسلام مولانا محمد سیف الدین صاحب رشادی دامت برکاتہم کو زحمت دی۔ حضرت نے غایت شفقت سے پورا مقالہ پڑھ کر غلطیوں کی اصلاح فرمائی اور 'ٹھیک ہے' فرمایا۔ حضرت کے یہ الفاظ اس مقالے کے لئے سند کی حیثیت رکھتے ہیں۔

ہاں، کمپوزنگ میں بہر حال خطا کا امکان رہتا ہے۔ قارئین کمپوزنگ کی اصلاح 7760644454 +91 پر فرما کر شکریہ کا موقع دیں۔ فقط

ریاض احمد انصاری رشادی

۱۴/محرم/۱۴۳۸ھ م ۱۵/۱۰/اکتوبر/۲۰۱۶

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ،اَمَّا بَعۡدُ، قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِیۡ کَلَامِہِ الۡمَجِیۡدِ،اَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ﴿لَقَدۡ کَانَ لَکُمۡ فِیۡ رَسُوۡلِ اللّٰہِ اُسۡوَۃٌ حَسَنَۃٌ لِمَنۡ کَانَ یَرۡجُوۡا اللّٰہَ وَالۡیَوۡمَ الۡاٰخِرَ وَذَکَرَ اللّٰہَ کَثِیۡرًا﴾ الایۃ

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِیۡ مَوۡضَعِ اٰخَرَ ﴿مَا اٰتَاکُمُ الرَّسُوۡلُ فَخُذُوۡہُ وَمَانَھَاکُمۡ عَنۡہُ فَانۡتَھُوۡا ﴾ الایۃ صَدَقَ اللّٰہُ الۡعَلِیُّ الۡعَظِیۡمُ

وَقَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ مَنۡ اَحَبَّ سُنَّتِیۡ فَقَدۡ اَحَبَّنِیۡ وَمَنۡ اَحَبَّنِیۡ کَانَ مَعِیۡ فِیۡ الۡجَنَّۃِ. اَوۡ کَمَا قَالَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ

اسلام ایک ایسا کامل ومکمل دین ہے جس کا اکمال تمام ادیان پر روزِ روشن کی طرح عیاں ہے۔ خود اللہ تبارک وتعالیٰ دینِ اسلام کے متعلق یہ اعلان فرمارہے ہیں کہ ہم نے دین کو کامل ومکمل کردیا سورۃ مائدہ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔

﴿اَلۡیَوۡمَ اَکۡمَلۡتُ لَکُمۡ دِیۡنَکُمۡ وَاَتۡمَمۡتُ عَلَیۡکُمۡ نِعۡمَتِیۡ وَرَضِیۡتُ لَکُمُ الۡاِسۡلَامَ دِیۡنًا ﴾

(آج کے دن ہم نے آپ کے دین کو کامل ومکمل کردیا اور ہم نے آپ پر اپنی نعمت پوری کردی،اور ہم نے آپ کے لئے دینِ اسلام کو پسند کیا)

دینِ اسلام ہی واحد ایک ایسا دین ہے جس میں انسانی زندگی کے تمام مراحل کے احکام موجود ہیں، پیدائش سے لے کر موت تک انسان کو کیا کرنا ہے اور کیسے کرنا ہے، کیا کھانا ہے اور کیسے کھانا ہے، کیا پینا ہے اور کیسے پینا ہے، کیا پہننا ہے اور کیسے پہننا ہے،سب کچھ سرکارِ دوعالم

صلی اللہ علیہ وسلم نے انسانوں کو بذریعۂ وحی بتادیا ہے۔

اللہ تبارک وتعالی سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کو ساری دنیا کے لئے عملی نمونہ بنا کر پیش کیا اور پھر فرمایا ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾

(رسول اللہ میں تمہارے لئے بہترین نمونہ ہے)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم زندگی کے ہر موڑ پر ہمارے لئے نمونہ بنائے گئے ہیں، اور رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سنتوں پر عمل پیرا ہونے میں ہی ہر ایک کی کامیابی وکامرانی مخفی ہے۔

حضرت انس ابن مالکؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل فرماتے ہیں:

مَنْ اَحْيَا سُنَّتِيْ فَقَدْ اَحَبَّنِيْ ، وَمَنْ اَحَبَّنِيْ كَانَ مَعِيْ فِيْ الْجَنَّةِ

(المعجم الاوسط رقم ۹۴۳۹)

جس شخص نے میری سنت کو زندہ کیا اس نے مجھ سے محبت کی، اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی من جملہ سنتوں میں عمامہ باندھنا بھی ایک سنت ہے، اور اس کی فضیلت میں بہت زیادہ حدیثیں منقول ہیں، بلکہ ایک روایت میں جو اگرچہ ضعیف ہے یہاں تک منقول ہے کہ عمامہ باندھ کر پڑھی جانے والی دو رکعتیں بغیر عمامہ کے پڑھی جانے والی ستر رکعتوں سے افضل ہیں۔

پہلے زمانے میں عمامہ پہننے کا عام رواج تھا اور اس کو شرفاء کا لباس سمجھا جاتا تھا، عمامہ پہننے سے انسان کے اندر ایک خاص قسم کا تشخّص پیدا ہوتا ہے جو کہ بغیر عمامہ کے پیدا نہیں ہوتا، اس لئے بعض علاقوں میں عمامہ پہننے کا رواج تھا۔ حضرت مولانا راہی فدائی صاحب دامت برکاتہم کسی

موقع پر فرمارہے تھے کہ ''ایک وقت ایسا ماحول تھا کہ شہرِ حیدرآباد کا پھٹیچر سے پھٹیچر شخص حتی کہ چپراسی بھی ننگے سرنہیں گھومتا تھا، اور سڑک چلتے ہوئے عام لوگوں میں بھی اچھے سے اچھے اردو کے ادیب مل جاتے تھے''۔

مگراب انگریزی تہذیب لوگوں میں رائج ہوتی چلی جارہی ہے، عمامہ تو کیا لوگ ٹوپی پہننے کو بھی تیار نہیں ہیں، اس میں مزید شدت اس وقت آتی ہے جبکہ لوگ بغیر ٹوپی کے نماز میں کھڑے ہوجاتے ہیں، اور یہ بہانا بناتے ہیں کہ ''ٹوپی پہننا صرف سنت ہی تو ہے واجب یا فرض تو نہیں''۔

جبکہ دوسرے لوگ ننگے سر رہنے والوں کو اچھی نگاہ سے نہیں دیکھتے، اور اس طرح اس معاملہ میں محاذ آرائی کی ایک شکل پیدا ہوجاتی ہے، کسی بھی مسئلہ میں تنازع اور اختلاف کی صورت میں اہلِ ایمان کو قرآن وحدیث کی طرف پلٹنے کا حکم دیا گیا ہے۔ فرمانِ باری تعالی ہے ﴿فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْہُ اِلَی اللّٰہِ وَالرَّسُوْلِ﴾ سورۃالنساء۵۹ (اگرکسی معاملہ میں اختلاف ہوجائے تو اس کو اللہ اور اس کے رسول کی طرف پھیردو)

ایسے ہی اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿مَا اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَانَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا وَاتَّقُوا اللّٰہَ اِنَّ اللّٰہَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ﴾ سورۃالحشر۷

جو کچھ رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو دیں اس کو لے لو اور جس چیز سے آپ کو روکے اس سے رک جاؤ، اور اللہ سے ڈرتے رہو، یقیناً اللہ سخت سزا دینے والا ہے۔

آیئے احادیثِ نبویہ کی روشنی میں ہم نورِ ہدایت صلی اللہ علیہ وسلم کے گفتار وکردار کا ملاحظہ فرمائیں اور حقیقت سے آشنا ہوجائیں کہ آیا ننگے سر رہنا عشقِ رسول کا تقاضہ ہے یا سر کو ڈھانکے رکھنا اور

عمامہ باندھا محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی علامت ہے؟

احادیث کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سر پر عمامہ باندھا کرتے تھے،اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمامہ کا رنگ سیاہ تھا،کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر پر چادر بھی ہوتی جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سر کو ڈھانک لیا کرتے تھے،اسی طرح ٹوپی کا ذکر بھی احادیث میں موجود ہے نیز یہ کہ فخرِ موجودات صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو عمامہ باندھنے کا حکم فرمایا اور عمامہ کو فرشتوں کی علامت قرار دیا ہے۔حوالجات ملاحظہ ہوں۔

﴿۱﴾

عَنْ عُبَادَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلَیْکُم بِالْعَمَائِمِ فَاِنَّھَا سِیْمَاءُ الْمَلَائِکَۃِوَارْخُوْھَا خَلْفَ ظُھُوْرِکُمْ.

(رواہ البیھقی فی شعب الایمان،رقم۱۸ ۱۳۴)

حضرت عبادہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم عمامہ (پگڑی) باندھنا ضروری سمجھو کیونکہ عمامہ فرشتوں کی علامت ہے اور عمامہ کے شملہ کو اپنی پشت پر چھوڑ دو۔

ملائکہ بھی اسی ہیئت سے آئے تھے، بایں طور کہ غزوۂ بدر کے موقع پر مسلمان ۳۱۳ نہتے تھے اور کفار ہزار کی تعداد پر مشتمل ہتھیاروں سے لیس تھے،تو رحمتِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے بارگاہِ ایزدی میں دیا فرمائی۔**اَللّٰھُمَّ اِنْ تُھْلِکْ ھٰذِہِ الْعِصَابَۃَمِنْ اَھْلِ الْاِسْلَامِ لَاتُعْبَدُ فِیْ الْاَرْضِ** (مسلم،رقم :1763)

اے اللہ ان کو تو نے مار دیا تو پھر تیرا نام لینے والا کوئی نہیں رہے گا۔تو اللہ تعالی فرشتوں کے لشکر کو مدد کے لئے روانہ فرمایا اور وہ فرشتے عمامہ باندھے ہوے تھے،جیسا کہ ارشادِ باری تعالی ہے

،﴿يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ آلَافٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ مُسَوِّمِينَ﴾ سورہ آل عمران۔۱۲۵

اللہ تبارک وتعالی فرشتوں کے متعلق فرمارہے ہیں کہ وہ فرشتے (مُسَوِّمِيْنَ) نشان زدہ یعنی پگڑی باندھے ہوئے تھے، اسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے سید الاولین والاخرین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا (فَاِنَّھَا سِيْمَاءُ الْمَلَائِكَةِ) کہ عمامہ فرشتوں کی علامت ہے۔

﴿۲﴾

سید الملائکہ حضرت جبرئیلؑ کے عمامہ زیب تن کرنے کے متعلق ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت بیان کرتی ہیں: اَنَّ رَجُلًا اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى بِرْذَوْنٍ ، عَلَيْهِ عِمَامَةٌ طَرَفُهَا بَيْنَ كَتِفَيْهِ ، فَسَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْهُ، فَقَالَ: رَأَيْتِيهِ ؟ذَاكَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَام

(مسند احمد ،رقم25186)

ایک شخص نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے خدمت اقدس میں ترکی گھوڑے پر سوار ہوکر حاضر ہوا، اس شخص کے سر پر عمامہ تھا، جس کا ایک طرف دونوں مونڈھوں کے درمیان لٹکا ہوا تھا، میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس شخص کے متعلق دریافت کی، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اے عائشہ کیا آپ نے اس شخص کو دیکھا؟ وہ جبرئیل علیہ السلام تھے۔

اس حدیث سے مذکورہ بالا حدیث کی تائید ہورہی ہے کہ اس حدیث میں صاف طور پر موجود ہے کہ حضرت جبرئیلؑ نے عمامہ کو زیب تن فرمایا تھا، جس سے پتہ چلتا ہے کہ عمامہ فرشتوں کی علامت ہے، تو ایک محبّ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو چاہیے کہ وہ عمامہ کو اپنے لباس کا حصہ بنائے اور فرشتوں کی علامت کو اپنے سر پر سجائے تا کہ فرشتوں کے اوصاف اس کے اندر حلول کرسکیں۔

یہ دنیا دارالاسباب ہے۔اس دنیا میں جو جس طریقہ کا سبب اختیار کرے گا اسی کے مطابق نتیجہ بھی پائے گا، تو جو اپنے سر پر فرشتوں کی علامت کو سجا کر اپنے ظاہر کو فرشتوں کی طرح بنائیگا، تو اللہ سے امید ہے کہ اللہ اس کے ظاہر کو دیکھ کر اس کے باطن کو بھی درست کر دے گا۔

﴿۳﴾

عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْاِسْبَالُ فِیْ الْاِزَارِ وَالْقَمِيْصِ وَالْعِمَامَةِ مَنْ جَرَّ مِنْهَا شَيْأً خُيَلَاءَ لَمْ يَنْظُرِ اللّٰهُ اِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

(مشکوۃ۔ بحوالہ ابو داؤد والنسائی وابن ماجۃ)

حضرت سالمؒ اپنے والد حضرت عبداللہ ابن عمر سے اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اسبال یعنی لٹکانا، ازار، کرتے، اور عمامہ میں ہے، جو شخص ان کپڑوں سے کچھ لٹکا کر غرور و تکبر سے کھینچے گا تو قیامت کے دن اللہ تعالی اس کی طرف (بہ نظر کرم) نہیں دیکھے گا''۔

اس حدیث میں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسبال یعنی کپڑے کو شرعی مقدار سے زائد لٹکانے کی کراہت کو بیان کیا ہے اور جہاں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ازار اور قمیص میں اسبال کو ممنوع قرار دیا ہے، وہیں پر عمامہ کے متعلق بھی ارشاد فرمایا کہ عمامہ میں بھی اسبال جائز نہیں ہے، اس سے پتہ چلتا ہے کہ جس طرح ازار اور قمیص ایک مومن کا لباس ہے، اسی طرح عمامہ بھی مومن کے لباس کا ایک جز ہے، اسی لئے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ازار اور قمیص کے ساتھ عمامہ کا بھی ذکر فرمایا جس کا مطلب یہ ہے کہ عمامہ میں اسبال سے اجتناب کرتے ہوئے عمامہ پہننا چاہیے۔

﴿۴﴾

عَنْ عَبْدِ لرَّحْمٰنِ ابْنِ عَوْف قَالَ عَمَّمَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَسَدَلَھَا بَیْنَ یَدَیَّ وَمِنْ خَلْفِیْ. (مشکوۃ۔ رواہ ابو داؤد)

حضرت عبدالرحمٰن ابن عوفؓ کہتے ہیں کہ (ایک دن) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو عمامہ باندھا تو اس کا شملہ میرے آگے اور میرے پیچھے (دونوں طرف) لٹکایا۔'' یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پگڑی کے دونوں سروں کا شملہ چھوڑ کر ایک کو سینہ پر اور دوسرے کو پیٹھ پر لٹکایا۔

معلوم ہونا چاہیے کہ عمامہ میں شملہ چھوڑنا افضل ہے لیکن دائمی طور پر نہیں، چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں منقول ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی تو شملہ چھوڑتے تھے اور کبھی نہیں چھوڑتے تھے، اسی طرح بعض دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمامہ کا شملہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گردن سے نیچے تک لٹکا رہتا تھا، اور بعض دفعہ ایسا ہوتا تھا کہ عمامہ کا ایک سرا عمامہ ہی میں اڑس دیتے تھے اور دوسرا چھوڑ دیتے تھے، نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمامہ کا شملہ اکثر اوقات میں پیٹھ پر پڑا رہتا تھا اور کبھی کبھی دائیں طرف لٹکا لیتے تھے اور کبھی ایسا بھی ہوتا تھا عمامہ کے دونوں سروں کا شملہ چھوڑ کر دونوں کو دونوں مونڈھوں کے درمیان یعنی ایک کو سینہ پر اور دوسرے کو پیٹھ پر لٹکا لیتے تھے، لیکن بائیں طرف لٹکانا چونکہ ثابت نہیں ہے، اور کنز میں لکھا ہے کہ شملہ کو مونڈھوں کے درمیان چھوڑنا مستحب ہے۔

شملہ کی لمبائی کم سے کم ایک بالشت اور زیادہ سے زیادہ ہاتھ بھر ہونی چاہئے۔ اس سے زائد لمبا شملہ چھوڑنا بدعت ہے اور اس حکم کی خلاف ورزی ہے جس کے ذریعہ اسبال واسراف سے منع کیا گیا ہے چنانچہ مقررہ حد سے زائد لمبائی اگر غرور وتکبر کے طور پر ہوگی تو حرام شمار ہوگی

ورنہ مکرہ اور خلاف سنت! نیز محدثین نے یہ لکھا ہے کہ شملہ چھوڑنے کو صرف نماز کے وقت کے ساتھ مختص کرنا بھی سنت کے خلاف ہے۔

یہ ملحوظ رہے کہ شملہ چھوڑنا فقہی اعتبار سے مستحب ہے، جس کا تعلق سنت زائد سے ہے سنت ہدی سے نہیں اس لئے اس (شملہ چھوڑنے) کے ترک میں کوئی گناہ یا برائی نہیں ہے اگرچہ اس کو اختیار کرنے میں ثواب وفضیلت ہے، جن حضرات نے شملہ چھوڑنے کو سنت مؤکدہ کہا ہے ان کا یہ قول تحقیق وروایت کے خلاف ہے۔ (مظاہر حق جدید، جلد چہارم،)

حدیث مذکور کے ضمن میں شملہ کے متعلق یہ مختصر سی تشریح تھی جس کو احقر نے مشکوۃ المصابیح کی اردو شرح ''مظاہر حق جدید'' سے اپنے کتابچہ میں نقل کیا ہے تا کہ قارئین حضرات شملہ سے متعلق اس تشریح سے مستفید ہو سکیں۔

حدیث مذکور میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عمامہ باندھنے کا ذکر ہے، جس سے عمامہ باندھنے کی فضیلت ثابت ہوتی ہے اور یہ سبق ملتا ہے کہ ایک مسلمان کو اپنے لباس میں عمامہ کو داخل کرنا چاہیے۔

﴿۵﴾

سیدنا حضرت جابر ابن عبداللہ انصاریؓ بیان کرتے ہیں: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ دَخَلَ مَکَّۃَ وَقَالَ قُتَیْبَۃُ دَخَلَ یَوْمَ فَتْحِ مَکَّۃَ وَعَلَیْہِ عِمَامَۃٌ سَوْدَاءُ بِغَیْرِ اِحْرَامٍ،، (صحیح مسلم رقم ۱۳۵۸) رسول اللہ ﷺ فتحِ مکہ کے دن مکہ میں بغیر احرام کے داخل ہوئے اور آپ ﷺ کے سرِ مبارک پر سیاہ عمامہ تھا۔

سیدنا انس ابن مالکؓ کی روایت میں یہ الفاظ آئے ہیں اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ

وَسَلَّمَ دَخَلَ مَكَّةَ عَامَ الْفَتْحِ، وَعَلَيْهِ مِغْفَرٌ (مسند احمد رقم ۱۲۸۵۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتحِ مکہ کے دن مکہ میں داخل ہوئے اور آپؐ کے سرِ مبارک پر مغفر (خُود) تھا۔ [لوہے کی ٹوپی جو جنگ کے موقع پر دشمن کے حملے سے بچنے کے لئے سر پر پہن لی جاتی ہے، اسے خود کہتے ہیں]

اب یہاں روایتوں میں تعارض معلوم ہوتا ہے۔ ایک میں آیا کہ سر مبارک پر عمامہ تھا، اور دوسرے میں آیا کہ خود تھا۔ تعارض کے دفعیہ میں حافظ ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں یہ احتمال ہے کہ جب نبیؐ مکہ میں داخل ہوئے تو آپؐ کے سر پر خود تھا، پھر آپ نے اسے اتار دیا، اور اس کے بعد آپؐ نے عمامہ پہن لیا، اس طرح جس صحابی نے جو دیکھا وہ بیان کر دیا۔

اس کی تائید سیدنا عمرو بن حریث کی حدیث سے بھی ہوتی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو خطبہ دیا اور آپؐ کے سر پر سیاہ عمامہ تھا، یہ حدیث امام مسلمؒ نے روایت کی ہے، اور آپؐ نے یہ خطبہ کعبہ کے قریب دیا تھا، اس حال میں کہ آپؐ کے سر پر سیاہ عمامہ تھا، بعض علماء نے ان احادیث میں اس طرح بھی تطبیق دی ہے کہ سیاہ عمامہ خود کے اوپر یا نیچے بندھا ہوا تھا تاکہ نبیؐ اپنے آپ کو خود کے ذریعہ محفوظ رکھ سکیں۔

(فتح الباری لابن الحجر)

﴿٦﴾

عمرو ابن حریث سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَ النَّاسَ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ (صحیح مسلم رقم ۱۳۵۹)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو خطبہ دیا اس حال میں کہ آپؐ کے سر پر سیاہ عمامہ تھا۔

ان احادیث سے جہاں یہ بات واضح ہوتی ہے کہ عمامہ پہننا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے وہاں یہ بات بھی واضح ہوتی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری عمل عمامہ پہننا ہے۔ کیونکہ مکہ ۸ ھ میں فتح ہوا اور آپؐ ۱۱ ھ کے شروع میں وفات پا گئے، اور اس عرصہ کے دوران آپؐ سے اس کے خلاف کوئی عمل ثابت نہیں ہے۔

﴿۷﴾

حضرت عمرو بن حریث بیان فرماتے ہیں:

كَانِّىْ اَنْظُرُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. عَلَى الْمِنْبَرِ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ قَدْ اَرْخٰى طَرْفَيْهَا بَيْنَ كَتِفَيْهِ (صحیح مسلم رقم ۱۳۵۹)

گویا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ رہا ہوں کہ آپ ممبر پر تشریف فرما ہیں اور آپؐ کے سر پر سیاہ عمامہ ہے، جس کا ایک حصہ آپؐ نے پیچھے دونوں کاندھوں کے درمیان چھوڑ رکھا ہے۔

مذکورہ احادیث سے یہ بات واضح ہوئی کہ آپؐ مکہ مکرمہ میں داخل ہوتے ہوئے اور منبر پر خطبہ دیتے ہوئے عمامہ زیب تن فرمایا۔

﴿۸﴾

عبداللہ ابن عمرؓ سے مروی ہے، بیان کرتے ہیں:

كَانَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ! اِذَا اِعْتَمَّ سَدَلَ عِمَامَتَهُ بَيْنَ كَتِفَيْهِ . قَالَ نَافِعٌ: وَكَانَ ابْنُ عَمَرَ يَسْدِلُ عِمَامَتَهُ بَيْنَ كَتِفَيْهِ . قَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ : وَرَاَيْتُ الْقَاسِمَ، وَسَالِمًا يَفْعَلَانِ ذَالِكَ (ترمذی، رقم ۱۷۳۶)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب عمامہ پہنتے تو اس کے ایک حصہ کو دونوں کاندھوں کے درمیان

لٹکاتے۔امام نافع فرماتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن عمر بھی عمامہ کے ایک حصہ کو کندھوں کے درمیان لٹکاتے، اور امام عبید اللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے سیدنا محمد بن قاسم رحمۃ اللہ علیہ اور سالم بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا، کہ وہ بھی اس حدیث کے مطابق عمل کیا کرتے تھے،۔اور اسی طرح آپؐ نے نماز کی حالت میں بھی عمامہ کو زیب تن فرمایا ہے۔

۹

حضرت عمرو ابن امیہ سے روایت ہے بیان کرتے ہیں رَاَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ : یَمْسَحُ عَلٰی عِمَامَتِہ وَ خُفَّیْہِ، (صحیح بخاری رقم ۲۰۵)

میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے عمامہ اور موزوں پر مسح کرتے ہوئے دیکھا۔

اس حدیث سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ آپؐ نے عمامہ پر وضوء کے وقت مسح فرمایا، اور جب وضوء کے وقت آپؐ نے عمامہ پر مسح فرمایا تو اس کا ظاہر اس بات کو مقتضی ہے کہ آپؐ نے عمامہ کے ساتھ ہی نماز بھی ادا کی ہو، اس حدیث سے ان لوگوں کا رد ہو جاتا ہے جو ننگے سر نماز پڑھنے کو اپنی عادت بنا چکے ہیں اور ننگے سر نماز پڑھنے پر اصرار کرتے ہیں حالانکہ ننگے سر نماز پڑھنا خلافِ زینت ہے جبکہ قرآنِ مجید میں اللہ تبارک وتعالی نماز کے وقت زینت اختیار کرنے کا حکم فرماتے ہیں ارشادِ باری تعالی ہے،

(خُذُوا زِیْنَتَکُمْ عِنْدَ کُلِّ مَسْجِدٍ! (سورۃ الاعراف،۳۱) ہر نماز کے لئے تم زینت اختیار کرو۔

اور یہ بات تو واضح ہے کہ زینت پگڑی پہننے میں ہے نہ کہ ننگے سر نماز پڑھنے میں۔

۱۰

عبداللہ ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے سوال کیا کہ محرم کپڑوں میں سے کیا پہن

سکتا ہے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لَاتَلْبَسُوْا الْقُمُصَ ، وَلَا الْعَمَائِمَ ،وَلَا السَّرَاوِيْلَاتِ، وَلَا الْبَرَانِسَ، وَلَاالْخِفَافَ (صحیح بخاری رقم۵۸۰۳)

محرم قمیص. عمامے. پاجامے. برانس (برنس کی جمع یعنی بڑی ٹوپی) اور موزے نہیں پہن سکتا۔

اس حدیث کو امام بخاریؒ نے کتاب الحج کے علاوہ کتاب اللباس، باب العمائم میں بھی وارد کیا ہے اور لباس اور عمامہ کے لئے اس حدیث کو دلیل بنایا ہے۔

اس حدیث میں محرم کے لباس کا ذکر کیا گیا ہے کہ محرم حالت احرام میں کن کپڑوں کو زیب تن نہ فرمائیں، کہ حاجی کے لئے حالت احرام میں قمیص، عمامہ، ٹوپی وغیرہ کا پہننا ممنوع ہے

حالت احرم میں قمیص اور عمامہ کو ممنوع قرار دینے سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ عام حالات میں یہی ایک مسلمان کا لباس ہونا چاہیے کہ مسلمان قمیص کے ساتھ عمامہ کو بھی اپنے لباس کا جز بنائیں، گویا اس حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مسلمان کے لباس کی تفصیل بیان کر دی ہے کہ مسلمان کو عام حالات میں کس شان کے ساتھ رہنا چاہیے، اس حدیث میں قمیص کے فوراً بعد عمامہ کا ذکر کیا گیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام میں عمامہ کا خاص مقام ہے۔

﴿۱۱﴾

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عمامہ کے متعلق ترغیب دلاتے ہوئے فرماتے ہیں:

اِعْتَمُّوْ تَزْدَادُوْا حِلْمًا، (المعجم الکبیر للطبرانی رقم۱۲۹۴۶)

عمامہ پہنو تمہاری بردباری بڑھے گی۔

﴿۱۲﴾

حضرت عائشہ صدیقہؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کفنِ مبارک کا ذکر کرتے ہوئے فرماتی

ہیں:اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ! کُفِّنَ فِیْ ثَلَاثَۃِ اَثْوَابٍ بِیْض سَحُوْلِیَّۃٍ لَیْسَ فِیْھَا قَمِیْصٌ، وَلَا عِمَامَۃٌ۔" (صحیح البخاری۔ رقم ۱۲۷۳)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مقام سحول کے تین سفید کپڑوں میں کفن دیا گیا اور ان کپڑوں میں قمیص اور عمامہ شامل نہیں تھے۔

اس حدیث کو امام بخاریؒ نے بیان کیا ہے اس حدیث میں حضرت عائشہ صدیقہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کفن مبارک کو ذکر کرتے ہوئے خصوصیت سے قمیص اور عمامہ کی نفی فرمائی ہیں، جس سے پتہ چلتا ہے کہ قمیص اور عمامہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا خاص لباس تھا، اس لئے حضرت عائشہؓ خصوصیت سے اس کی نفی فرما رہی ہیں، البتہ محرم کی طرح میت کے لیے بھی قمیص اور عمامہ کا استعمال درست نہیں ہے۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ قمیص کی طرح عمامہ کا استعمال بھی عام کیا جائے یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کی دلیل ہے۔

ان احادیث کے مطالعہ سے واضح ہوتا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عموماً اپنے سر پر عمامہ باندھا کرتے تھے، لہذا سر پر عمامہ باندھنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے، اور اس سنت کو زندہ کرنے کی ضرورت ہے، بالخصوص وہ لوگ جن کا دعوی ہے کہ وہ قرآن وحدیث پر عامل ہیں ان کا اس سنت کو اپنانا زیادہ ضروری ہے۔ان احادیث کو نگاہ میں رکھا جائے تاکہ سنت پر عمل پیرا ہونے کی اہمیت کا ہمیں اندازہ ہوسکے اور ترکِ سنت سے محرومی کا بھی پتہ چل سکے، یہ امر بھی توجہ طلب ہے کہ بعض لوگ اس سنت پر عمل پیرا تو ہیں، لیکن انہوں نے ہرے رنگ ہی کو اپنی شناخت بنا رکھا ہے، جب کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عمامہ کا رنگ عموماً سیاہ تھا۔

﴿۱۳﴾

امام الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری عمل: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلی اللہ علیہ سلم کی وہ آخری مجلس جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیاتِ طیبہ کا آخری خطبہ دیا اس میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم نے اپنے سرِ مبارک پر عمامہ باندھ رکھا تھا۔

سیدنا عبداللہ ابن عباسؓ بیان فرماتے ہیں۔

خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم وَعَلَیْہِ مِلْحَفَةٌ مُتَعَطِّفًا بِهَا عَلٰی مَنْكِبَیْہِ وَعَلَیْہِ عِصَابَةٌ دَسْمَاءُ ،حَتّٰی جَلَسَ عَلَی الْمِنبَرِ ،فَحَمِدَ اللّٰہَ وَاَثْنٰی عَلَیْہِ،ثُمَّ قَالَ. ''اَمَّا بَعْدُ ، اَیُّھَا النَّاسُ ، فَاِنَّ النَّاسَ یَكْثُرُوْنَ، وَتَقِلُّ الْاَنْصَارُ، حَتّٰی یَكُوْنُوْا كَالْمِلْحِ فِی الطَّعَامِ،فَمَنْ وَلِیَ مِنْكُمْ اَمْرًا، یَضُرُّ فِیْہِ اَحَداً، اَوْ یَنْفَعُهُ،فَلْیَقْبَلْ مِنْ مُحْسِنِهِمْ،وَیَتَجَاوَزْ عَنْ مُسِیْئِهِمْ. (صحیح البخاری رقم ۳۸۰۰)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک چادر اپنے مونڈے سے لپٹے ہوے باہر تشریف لایے اور آپؐ اپنے سر پر ایک چکنے کپڑے کی پٹی باندھے ہوے تھے، یہاں تک کہ آپ ممبر شریف فرما ہوے ،پس آپؐ نے اللہ تعالی کی حمد و ثنا بیان کی پھر فرمایا: امابعد! لوگو، دوسری قومیں بڑھتی جارہی ہیں اور انصار کم ہو رہے ہیں اور کم ہوتے ہوے آٹے میں نمک کے برابر ہو جائیں گے پس تم میں سے جس شخص کو ایسی حکومت ملے جو کسی کو نفع یا نقصان پہنچا سکے تو وہ انصار کے اچھے آدمی کی قدر کرے اور برے کے قصور سے درگزر کرے۔

ایک روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں: وَكَانَ اٰخِرَ مَجْلِس جَلَسَهُ (صحیح البخاری رقم۹۲۷)

"اور یہ آپ کی آخری مجلس تھی جس میں آپ تشریف فرما ہوے،

ایک اور روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں:

خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ مَرَضِہِ الَّذِیْ مَاتَ فِیْہِ بِمِلْحَفَۃ قَدْعَصَّبَ بِعِصَابَۃ دَسْمَاءَ حَتّٰی جَلَسَ عَلَی الْمِنْبَرِ؛(صحیح البخاری رقم ٣٦٢٨)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اس بیماری میں جس میں آپ نے وفات پائی تھی تشریف لائے،آپ نے ایک چادر اوڑھ رکھی تھی اور ایک چکنے کپڑے کو آپ نے اپنے سر پر لپیٹ رکھا تھا

اس حدیث کے آخری الفاظ یہ ہیں، فَکَانَ اٰخِرَ مَجْلِس جَلَسَ بِہِ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری مجلس تھی جس میں آپ ﷺ تشریف فرما ہوے۔ عصب بعصابة دسماء کا مطلب یہ ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سر پر ایک چکنا کپڑا لپیٹ رکھا تھا، عَصَّبَ: کے معنی لپیٹنا، باندھنا، گرد پھیرنے، کے ہیں۔

اَلْعَصْبُ: عمامہ، پگڑی، ایک قسم کی چادر،۔ اسی سے عِصَابَةٌ ہے جس کے معنی عمامہ کے ہیں۔

حضرت انس ابن مالک بیان کرتے ہیں: حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عباسؓ انصار کی ایک مجلس پر سے گزرے تو دیکھا کہ وہ رو رہے ہیں..انہوں نے پوچھا کہ کیوں رو رہے ہو؟ تو جواب ملا کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجالس یاد آ رہی ہیں، پس وہ دونوں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ ﷺ کو اس بات کی اطلاع دی۔

فَخَرَجَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ! وَقَدْ عَصَّبَ عَلٰی رَاْسِہِ حَاشِیَۃَ بُرْدِ قَالَ فَصَعِدَ الْمُنْبَرَوَلَمْ یَصْعَدُہُ بَعْدَ ذَالِکَ الْیَوْمِ الخ۔

(المختصر النصیح فی تھذیب الکتاب الجامع الصحیح راقم ٣٧٩٩)

پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس حال میں نکلے کہ آپؐ اپنے سر پر چادر کا حاشیہ باندھے ہوے تھے، پس آپ منبر پر تشریف فرما ہوے اور اس دن کے بعد آپ دوبارہ منبر پر تشریف فرما نہیں ہوے (یعنی یہ آپ کا آخری خطبہ تھا) پس آپ نے اللہ تعالی کی حمد و ثنا بیان کی پھر فرمایا: لوگو! میں تم کو انصار کے بارے میں وصیت کرتا ہوں پس وہ میری جان و جگر ہیں ان پر جو میر حق تھا وہ انصار ادا کر چکے ہیں، اب ان کا حق باقی ہے۔ان میں جو نیک ہو اس کی قدر کرنا اور جو برا ہو اس کے قصور سے درگزر کرنا۔

اس حدیث سے واضح ہو گیا کہ آپ کا آخری عمل سر کو ڈھکے ہوے ہی تھا، اور سر کو ڈھکنے کی یہ بھی زبردست دلیل ہے کہ آپ نے فتح مکہ کے موقع پر جو خطبہ دیا تھا، اس آخری خطبہ میں بھی عمامہ آپ کے سر مبارک پر موجود تھا۔

بہر حال ان تمام احادیث کے مطالعہ سے واضح ہوتا ہے کہ عمامہ ایک محبّ رسول مسلمان کے لباس میں شامل ہونا چاہئے اور عمامہ سر کو ڈھانکنے کی ایک مستقل سنت ہے اور ننگے سر کے مقابلہ میں عمامہ اور ٹوپی وقار کی علامت قرار پاتی ہے۔

یہ چند سطور عمامہ کے ثبوت اور اس کی فضیلت کے بارے میں اپنے ناقص مطالعے کی روشنی میں لکھا ہوں، امید ہے کہ سنتِ نبی پر عمل کے شائقین کے لئے کار آمد ثابت ہوں گی، بارگاہ ایزدی میں دست بدعا ہوں کہ اللہ تبارک وتعالی ہم سب کے ظاہر و باطن کو عشق رسول کے نور سے منور فرمائیں، آمین۔

مقالے کی تیاری میں مندرجہ ذیل کتب سے استفادہ کیا گیا۔

شمار	نام کتاب	مصنف	متوفی
۱	القرآن مجید	المنزل من اللہ تعالیٰ	
۲	صحیح بخاری	محمد بن اسماعیل البخاریؒ	۲۵۶
۳	صحیح مسلم	مسلم بن الحجاج ابوالحسن القشیری النیسابوریؒ	۲۶۱
۴	سنن الترمذی	ابوعیسیٰ الترمذیؒ	۲۷۹
۵	مسند احمد	احمد ابن حنبلؒ	۲۴۱
۶	مشکوۃ المصابیح	امام ولی الدین محمد بن عبداللہ الخطیب العمریؒ	۷۴۳
۷	المعجم الاوسط	ابوالقاسم الطبرانیؒ	۳۶۰
۸	شعب الایمان	ابوبکر بیہقیؒ	۴۵۸
۹	المعجم الکبیر	ابوالقاسم الطبرانیؒ	۳۶۰
۱۰	فتح الباری	حافظ ابن حجر عسقلانیؒ	۸۵۲
۱۱	المختصر النصیح	مہلب ابن ابی صفرہ الاندلسیؒ	۴۳۵

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆